مسائلِ زکوٰۃ

شائع کردہ

نظارت بیت المال (آمد) صدر انجمن احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

رسالہ

مسائلِ زکوٰۃ

(جو)

حضرت فضیلتِ عمر سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی رض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے لکھا گیا

اور

علماءِ کرام جماعتِ احمدیہ کے ملاحظہ اور ترمیم و اضافہ کے

بعد

نظارت بیت المال (آمد) صدر انجمن احمدیہ قادیان نے شائع کیا

(مطبوعہ: راما آرٹ پریس امرتسر)

مال تجارت پر زکوٰۃ کا حکم

مالِ تجارت کے راس المال اور اس کے ان منافعوں پر جو کہ دورانِ سال میں اس سے حاصل ہوئے ہیں۔ خواہ یہ دونوں بصورت نقد ہوں یا جنس یا دَین اور قرض ہو جس کے وصول کی غالب امید ہو سکتی ہو۔ ان سب پر زکوٰۃ لازم ہے۔ مگر اس میں سے وہ رقم منہا ہو جانی چاہیئے جو گورنمنٹ نے اس تجارت پر بطور انکم ٹیکس وصول کر لی ہو۔

جب راس المال پر سال گزر جائے تو دوران میں جو منافع حاصل ہوئے ہیں۔ گو ابھی ان پر سال نہ گذرا ہو۔ تو بھی راس المال کے ساتھ ان کی بھی زکوٰۃ دینی لازم ہوتی ہے۔ ہاں جو قرضہ ایسا ہے کہ اس کے وصول ہونے کی اُمید نہیں یا ضعیف سی امید ہے۔ اور غالب گمان یہی ہے کہ وصول نہیں ہوگا۔ پس ایسے قرض اور دَین پر زکوٰۃ نہیں۔ ہاں اگر باوجود اُمید نہ ہونے کے جب وہ وصول ہو جائے تو پھر اس کی زکوٰۃ دینی لازم ہوتی ہے مگر پہلے نہیں۔ سب اہلِ اسلام کا اس پر عملدر آمد ہے۔ ۱۷ ۵/۲۶

سید محمد سرور شاہ

مُفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ

فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت!

برادرانِ کرام! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں تقریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی فرمایا ہے۔ اور مومن کے لئے زکوٰۃ دینا بھی ایسا ہی لازمی قرار دیا ہے جیساکہ نماز کا ادا کرنا۔ پس اگر کوئی شخص اس فرض کو بخوشی ادا نہیں کرتا۔ یا ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ ایسا ہی قابلِ مواخذہ ہے جیساکہ تارک الصلوٰۃ۔ چنانچہ تارکِ زکوٰۃ کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب میں مبتلا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ قرآن کریم واحادیث میں اس عذاب کی نوعیت ایسی خطرناک بیان کی گئی ہے کہ جس کے سننے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

عذاب از قرآن کریم چنانچہ خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝ (پ ۱۰ - ع ۱۱)

(ترجمہ) جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اُسے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کے احکام کے مطابق خرچ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن کہ اس (سونے چاندی کو جمع کرنے کے

باعث) جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (پھر کہا جائے گا) کہ یہ وہ مال ہے جو تم نے اپنی جانوں کے فائدہ کے واسطے اکٹھا کیا تھا۔ پس اپنے جمع شدہ مالوں کا مزہ چکھو۔

عذاب از احادیث پھر اس عذاب کی مزید تفصیل احادیث نبویہ میں یوں بیان کی گئی ہے۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من صاحب كنز لا يؤدي زكوته الا احمى عليه في نار جهنم فيجعل صفائح فتكوى بها جنباه حتى يحكم الله بين عباده في يوم كان مقداره خمسين الف سنة ثم يرى سبيله اما الى الجنة او اما الى النار (نیل الاوطار جلد ۴ ص) (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس صاحب مال نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی اس کے مال کو جہنم کی آگ پر گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کی تختیاں بنا کر ان کے ذریعہ سے اس کے پہلوؤں پر داغ دیا جائیگا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ کریگا کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پھر اس سزا کے بعد غور کریگا کہ آیا اس کو (اب دوسرے اعمال کے لحاظ سے) جنت میں داخل کیا جائے یا جہنم میں۔

(۲) عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتاه الله مالاً فلم يؤد زكوته مثل له يوم القيامة شجاعاً اقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيامة ثم يأخذ بلهزمتيه يعني شدقيه ثم يقول له انا مالك انا كنزك ثم تلا "فلا يحسبن الذين يبخلون الآية" (مسلم)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اسکے سامنے ایک گنجے بڑی کچلیوں والے سانپ کی صورت میں کھڑا کیا جائیگا۔ اور اس کے گلے میں بطور طوق ڈال دیا جائیگا اور وہ سانپ اُسے کہیگا کہ میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں جسکی تُو نے زکوٰۃ ادا نہ کی تھی۔

مندرجہ بالا آخرت کے عذاب کے علاوہ عدم ادائگی زکوٰۃ کی صورت میں دنیا میں جو نقصان صاحب نصاب کو اٹھانا پڑتا ہے اس کا نقشہ مندرجہ ذیل حدیث میں کھینچا گیا ہے۔

عن عائشۃ رضؓ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ماخلطت الزکوٰۃ مالاً قط الا اھلکتہ۔ (مشکوٰۃ) یعنی جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو مگر ادا نہ کی جائے بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں شامل رہنے دیا جائے تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دیگا۔ جس کی تصدیق میں دوسری حدیث یوں آئی ہے فیھلک الحرام الحلال۔ کہ حرام مال یعنی عدم اداشدہ زرِ زکوٰۃ حلال مال کو بھی لے ڈوبے گا۔ مثلاً ایک دوست کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے جس کی زرِ زکوٰۃ ۲۵ روپے بنتی ہے اگر وہ اس فریضہ کو ادا نہیں کرتا تو اس کے یہ ۲۵ روپے ہزار روپے کو بھی لے ڈوبیں گے۔

نتیجہ ان آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ظاہر ہے کہ خداوند کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے صاحب نصاب انسان کے لئے زکوٰۃ ادا نہ کرنے کو کتنا بڑا جُرم قرار دیا ہے۔ اور اس پر سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ البتہ انسان کی طبیعت میں ایک طبعی خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کر دوں تو میرا مال کم ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور اس وجہ سے اس کی طبیعت میں انقباض کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ اس انقباض کو دُور کرنے کے

نئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ ج وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (پ ۲۱ - ع ۷) جو تم لوگوں کا مال بڑھانے کی خاطر نفع یا سود کی ادائیگی پر دیتے ہو تو وہ مال اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔ ہاں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر زکوٰۃ دیتے ہیں وہ لوگ اپنے مالوں کو بڑھانے والے ہیں۔ بلکہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں کمی ہو جانے کا وسوسہ خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ایک شیطانی خیال ہے۔ جس سے بچنا ہر مومن کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا ط (پ ۳ ع ۵) یعنی شیطان تمہیں (زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں) افلاس و فقر کا وعدہ دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے۔ پس اس آیت کے پیشِ نظر اصحاب نصاب کو چاہیئے کہ وہ شیطانی وساوس سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

مستورات

نیز ان مستورات کے متعلق جن کے پاس قابلِ زکوٰۃ زیورات ہیں لیکن وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں۔ اُن کے متعلق احادیث شریف میں سخت تہدید آئی ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹ میں یوں مذکور ہے:-

عن زینب امرأۃ عبد اللّٰہ قالت خطبنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یا معشر النساء لتصدقن ولو من حلیکن فانکن اکثر جھنم یوم القیامۃ۔ (ترجمہ) عبد اللہ کی بیوی زینب سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! تم ضرور صدقہ (زکوٰۃ) ادا کیا کرو، خواہ

زیوروں سے ہی ہو۔ کیونکہ قیامت کے دن جہنمیوں میں تمہاری اکثریت ہوگی۔

دوسری جگہ اس کی تفصیل یوں آئی ہے کہ ایک دفعہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۲ دو عورتیں آئیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے ۲ دو کڑے تھے۔ تو حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو۔ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ تم پسند کرتی ہو کہ تم کو قیامت کے دن سونے کی بجائے آگ کے کڑے پہنائے جائیں۔ جس پر ان دونوں عورتوں نے فوراً زکوٰۃ ادا کر دی۔ (ترمذی جلد ۱ صفہ ۹ باب الزکوٰۃ)

اس حدیث کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک فتویٰ درج کیا جاتا ہے:-

"جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جائے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ جو زیور پہنا جاوے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس پر زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں۔ جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جاوے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو اختلاف نہیں۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفہ ۱۱۵)

پس آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے واضح ہو چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب نصاب کے لئے زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے کو سخت جرم قرار دے کر اس پر سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ اور وہ شخص نہایت ہی بدبخت ثابت ہوا کہ جس نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے دنیا میں بھی

اپنے مال کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور آخرت میں بھی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سخت عذاب میں مبتلا رہا گویا کہ ایسا شخص خسر الدنیا و الأخرۃ کا مصداق بنا۔ پس ان حالات میں ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے تمام وہ افراد جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے شرعی نصاب زکوٰۃ کا مالک بنایا ہے۔ وہ اپنے اس شرعی فرض کو پہچانیں اور اسلامی شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں۔ خدا اور اس کے رسول کے حکم کو ماننے والے اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اور احسان کرنے والے اور اپنے آپ کو دنیاوی خسران اور اُخروی عذاب سے بچانے والے قرار پائیں۔

اس زمانہ میں عام مسلمانوں نے جہاں اسلام کے اور ارکان کو چھوڑ کر بہت سے خلافِ شرع دستور و رسوم اختیار کر لئے ہیں وہاں زکوٰۃ کو بھی ترک کر دیا ہے اور دولت کم ہونے کے اندیشہ سے انہوں نے زکوٰۃ دینی چھوڑ دی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے ان سے دولت ایسی چھینی کہ اب دُنیا میں سب سے زیادہ مفلس قوم اگر کوئی ہے تو وہ مسلمان ہی ہیں۔ چونکہ احمدی جماعت کا بھی اکثر حصہ عام مسلمانوں سے ہی آیا ہے۔ اس لئے بعض احمدی احباب سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں وہ چُستی ظاہر نہیں ہوتی جو کہ ہونی چاہیئے۔ مَیں ایک عرصہ سے زکوٰۃ کے متعلق صحیح اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اور اس وقت تک جو حالات معلوم ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت سے کم از کم تین لاکھ روپیہ سالانہ مدِ مذکورہ میں وصول ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے قریباً ہر گھر سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے بہت سے زیورات ہیں جن کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی۔ اکثر ایسی تجارتیں ہیں جن پر

ادائیگی زکوٰۃ لازمی ٹھہرتی ہے۔ اور اکثر ایسے کارخانے ہیں کہ جن پر ادائیگی زکوٰۃ ضروری ہو چکی ہوئی ہے۔ بعض زمیندار اصحاب ایسے ہیں جن پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہو چکی ہوئی ہوئی ہے۔ مگر مجھے افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ وہ دوست اس فریضہ کے بجا لانے سے پہلوتہی اور غفلت اختیار کر رہے ہیں۔ حالانکہ ایسے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے اکثر قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایسے لوگوں کے ساتھ نہایت سختی سے جنگ کی۔ اور فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کا ایک گھٹنا باندھنے والی رسی (عقال) یا زکوٰۃ کا کوئی حصہ دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ اور اسی طرح سے انہوں نے نادہندگان سے زکوٰۃ وصول کی۔ اور تاریخ اسلام میں سوائے اس فریضہ کے کسی اور فریضہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے جنگ کا ہونا ثابت نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی اسلامی قصر کی عملی تکمیل کے لئے اشد ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک تاکیدی ارشاد بھی درج کئے دیتا ہوں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے۔ جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالےٰ کو دیکھتے

ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے
کرو۔ **ہر ایک جو زکوٰۃ دینے کے لائق ہے**
وہ زکوٰۃ دے ۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی
مانع نہیں وہ حج کرے۔" (کشتی نوح صہ ١٦ سائز کلاں)

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرما
ہے:۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْ
وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰ
فَاعِلُوْنَ. (پ ١٨-ع ١) جس سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ دینے والے مو
لوگ دنیا اور آخرت میں کامیاب رہیں گے۔ جس کی تائید اس آیـ
سے بھی ہوتی ہے الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ
الزَّکٰوۃَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی
هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ٢١ ع
جس سے ظاہر ہے کہ نمازیں اور زکوٰۃ ادا کرنے والے لوگ ہی خدا تعا
کی حقیقی ہدایت پر ہیں۔ اور وہی کامیاب رہنے والے ہیں۔ اس ک
مزید تائید بخاری شریف کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حدیث شری
میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا
کہ وہ کونسا عمل ہے کہ جس کو اختیار کرنے سے آخرت میں کامیاب ہو جاؤ
تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جن امور کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے ایک
زکوٰۃ بھی تھی۔

پس ادائیگی زکوٰۃ کی اہمیت بیان کرنے کے بعد مختصر طور پر اتنی گذارش
کی جاتی ہے کہ چونکہ یہ اہم فرض ہے اور اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ہر فرد پ

ہی نہیں بلکہ امام اور خلیفۂ وقت پر بھی پڑتی ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ غرباء و مساکین کی ضروریات پوری نہ ہوں اور اُن کو محض اس لئے تکالیف پہنچیں کہ بعض مسلمان اپنے نہایت اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے زکوٰۃ کی وصولی ناظر بیت المال کے سپرد کی ہے اور یہ عاجز اس ذمہ داری کو اس تحریر کے ذریعہ سب عہدہ دار اور ذی اثر احباب جماعت ہائے احمدیہ بلکہ ہر بزرگ خاندان اور دیگر افراد پر بھی عاید کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں سب دوستوں کو ادائیگی زکوٰۃ کا اپنے آپ کو ذمہ دار خیال فرمائیں۔ اور جہاں جہاں کوتاہی ہوتی دیکھیں اس کو پورا کرنے کی سعی فرمائیں۔ اور اگر نہ پورا کر سکیں تو اس علاقہ کے اور زیادہ اثر والے دوستوں کو مطلع کریں۔ اور اگر ضرورت پڑے تو اس عاجز کو بھی اطلاع دیں۔ تاکہ جہاں کی وصولیٔ زکوٰۃ کا انتظام ہم سے نہ ہو سکے تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کر دی جائے۔ غرض جب تک ایسا نہ کریں گے سب دوستوں پر اس اہم فریضۂ اسلام کی تکمیل کی ذمہ داری قائم رہے گی۔ نہ صرف اپنی ذات کے لئے بلکہ جملہ متعلقین۔ پڑوسی اور دوست و آشنا کے لئے بھی جن کو وہ تحریک کر سکتے تھے۔ اور نہیں کی۔ یا جن کو تحریک کی اور کچھ اثر نہ ہُوا تو اُوپر کسی کو اطلاع نہیں دی۔ اور زکوٰۃ نہ ادا ہوتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہے۔ ان سب حالات میں ان احباب پر ذمہ داری رہے گی جو کسی قسم کی مدد۔ تحریک یا اطلاع ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق کر سکتے تھے اور نہیں کی

اس ذمّہ داری کو اٹھانے کے لئے ذیل میں مفصّل مسائلِ زکوٰۃ درج کئے جاتے ہیں۔ تا اس فرض کی ادائیگی کے لئے کسی کو عدمِ علم کا عذر نہ ہو۔ اور تحریک کرنے والے احباب کے لئے بھی آسانی ہو جائے ؂

ناظر بیت المال (آمد) صدر انجمن احمدیہ قادیان

مسائلِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت

(۱) زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ اوّل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کی شہادت۔ دوم نماز۔ تیسرے زکوٰۃ۔ چوتھے رمضان کے روزے۔ پانچویں بیت اللہ کا حج۔ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہو وہ اگر اُسے ادا نہیں کرتا تو اس کا ایمان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۲) یعنی کفار اگر توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص ان تین باتوں میں

سے کسی ایک بات کا تارک ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔

(۳) زکوٰۃ کیوں دیجاتی ہے؟

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ تا اللہ تعالٰے کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص اور بخل کی بیخکنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو اس سے ہمارے مالوں کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ یہ محض شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- وَمَا اٰتَیْتُمْ مِنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (سورۃ روم آیت ۴۰) یعنی جو زکوٰۃ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دوگے تو ایسے طور پر دینے والے اپنے مالوں کو کم نہیں کرتے بلکہ بڑھاتے ہیں۔ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (سورۃ سبا آیت ۴۰) یعنی جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ تعالےٰ تمہیں اس کی بجائے اور دے گا اور وہ سب سے اچھا دینے والا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۲) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سے سات بالیں

پیدا ہوں ۔ اور ہر بال میں سَو دانے ہوں اور خدا تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے بہت بڑھاتا ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ وسعت والا بہت جاننے والا ہے ۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (بقرہ آیت ۲۶۶) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو ثابت قدم کرنے کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اعلیٰ پایہ کی بلند زمین پر باغ ہو جس پر بہت بارش برسی ہو ۔ جس کی وجہ سے اس نے دوگنا پھل دیا ہو ۔ اگر بہت بارش اس پر نہ برسی ہو تو بھی اسے بوندا باندی ہی کافی ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ اُسے خوب دیکھنے والا ہے ۔

(۳) زکوٰۃ امامِ وقت کے پاس ادا کرنی ضروری ہے

یاد رہے کہ قرآن کریم اور حدیث کی رُو سے ضروری ہے کہ جب امامِ وقت موجود ہو تو اسی کے پاس زکوٰۃ ادا کی جائے ۔ جو اسے اغنیاء سے لے کر محتاجوں پر اور اشاعتِ اسلام پر صرف کریگا ۔ بعض احباب ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے طور پر زکوٰۃ ادا کردی ۔ حالانکہ شرعاً وہ ایسا نہیں کر سکتے ۔ پس احمدی احباب کی کل زکوٰۃ قادیان آنی چاہیئے ۔ اور اگر کوئی صاحب اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بذریعہ ناظر بیت المال (آمد) جماعتِ احمدیہ قادیان اجازت لے کر دے سکتے ہیں مگر اپنے طور پر بغیر اجازت امام تقسیم نہیں کر سکتے ۔ اس لئے کہ زکوٰۃ پر

زکوٰۃ دینے والے کا تصرف نہیں ہوتا بلکہ امام وقت کا حق ہے کہ وہ غرباء
میں زکوٰۃ تقسیم کرے۔

(۴) چندہ الگ ہے، اور زکوٰۃ الگ

یہ بھی یاد رہے کہ ایک مسلمان کے ذمہ مالی عبادت صرف زکوٰۃ دینا
ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی حقوق اللہ تعالےٰ نے اس پر رکھے ہیں۔ جیساکہ قرآن
کریم کی کثیر التعداد آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو چندہ ہر ایک احمدی کے ذمہ لازمی اور حتمی قرار
دیا ہے اور اسے متواتر تین ماہ تک ادا نہ کرنے والے شخص کو اپنی جماعت سے
خارج بتایا ہے۔ وہ زکوٰۃ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے۔ اسی طرح حضرت
اقدس کے رسالہ الوصیّۃ کے مطابق جو مال صیغہ بہشتی مقبرہ صدر انجمن
احمدیہ قادیان میں داخل کرایا جاتا ہے۔ وہ بھی زکوٰۃ سے بالکل الگ ہے۔ غرض
زکوٰۃ ایک الگ فریضہ ہے۔ جو باوجود ان مختلف چندوں کے ادا کرنے کے
پھر بھی واجب الادا رہتا ہے۔ اور جب تک کہ اسے زکوٰۃ کی نیت سے
نہ دیا جائے، ادا نہیں ہوتا۔

(۵) کن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

مندرجہ ذیل مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ سکّے۔
اونٹ۔ گائے۔ بھینس۔ بکری۔ بھیڑ۔ دُنبہ (خواہ نر ہو یا مادہ) تمام غلّے۔
کھجور۔ انگور۔ مالِ تجارت۔

(۶) نصاب زکوٰۃ

جن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے شریعت نے ایک حد اور مقدار
معین کر دی ہے۔ پس جو مال اس مقدار سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب

نہیں ہوگی۔ اور اگر اس مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر واجب ہوگی۔ ایسی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔

(۷) زکوٰۃ کب واجب الادا ہوتی ہے؟

غلوں۔ کھجوروں اور انگوروں پر تو اسی وقت زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے جب وہ برآمد ہوں۔ لیکن باقی مالوں پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ مالکِ نصاب کے پاس ایک سال رہے ہوں۔ نیز غلوں۔ کھجوروں۔ اور انگوروں پر صرف ایک بار زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور پھر خواہ کتنے سال تک وہ پڑے رہیں ان پر واجب نہیں ہوتی۔ لیکن باقی مال جب تک بقدرِ نصاب باقی ہوں ہر سال ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

(۸) چاندی کی زکوٰۃ

چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ ہے۔ (۹) چاندی کی زکوٰۃ کی شرح چالیسواں حصہ ہے۔ پس ۵۲ تولہ ۶ ماشہ میں سے ۱ تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی کے برابر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

نوٹ:۔ اگر چاندی کے ساتھ کوئی اور دھات ملی ہوئی ہو تو اندازہ لگایا جائے گا کہ اس میں چاندی کس قدر ہے۔ اور پھر اس کے مطابق اس پر زکوٰۃ لگائی جائے گی۔

(۱۰) سونے کی زکوٰۃ

سونے کا نصاب ۷ تولہ چھ ماشہ ہے۔ (۱۱) سونے کی زکوٰۃ کی شرح بھی چالیسواں حصہ ہی ہے۔ پس ۷ تولہ ۶ ماشہ سونے میں سے ۲ ماشہ ۲ رتی چار چاول زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہوگی۔

نوٹ:۔ اگر سونے کے ساتھ کوئی اور دھات ملی ہوئی ہو۔ تو اس کا بھی اندازہ

لگا لیا جائے گا کہ اس میں کس قدر سونا ہے اور پھر اس سونے کی مقدار کے مطابق اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(١٢) سونے اور چاندی کے زیوروں کی زکوٰۃ

سونے اور چاندی کے جو زیور عام طور پر عورتوں کے استعمال میں رہتے ہوں اور غرباء کو بھی عاریتاً دیئے جاتے ہوں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور اگر عام طور پر استعمال میں رہتے ہوں لیکن غرباء کو عاریتاً نہ دیئے جاتے ہوں تو اُن کی زکوٰۃ ادا کر دینا ہی بہتر ہے۔ لیکن واجب نہیں ہے۔ جو زیور عام طور پر استعمال میں نہ رہتے ہوں اُن پر زکوٰۃ واجب ہے۔

نوٹ:۔ چاندی اور سونے کے زیوروں پر صرف وزن کے حساب سے زکوٰۃ لگائی جائے گی۔ پس اگر چالیس تولہ چاندی کا کوئی ایسا زیور بنوایا گیا ہو جس کی قیمت اُجرتِ بنوائی ملا کر مثلاً پچاس تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتی ہو تو اس کی زکوٰۃ کی بابت صرف ایک تولہ چاندی یا اس کی قیمت واجب ادا ہوگی نہ کہ سوا تولہ چاندی یا اس کی قیمت۔

(١٣) سکّوں کی زکوٰۃ

سکّے خواہ کسی دھات کے ہوں۔ اُن پر زکوٰۃ وزن کے حساب سے نہیں بلکہ مالیت کے حساب سے لگائی جائے گی۔ کرنسی نوٹ بھی سکّوں میں ہی محسوب ہوں گے۔

(١٤) سکّوں کا نصاب چاندی کے مطابق ہوگا۔ پس جس شخص کے پاس اس قدر روپے یا پونڈ یا نوٹ یا پیسے وغیرہ ہوں جن کی قیمت ٥٢ تولہ ٦ ماشہ چاندی کے برابر ہو اُسے صاحبِ نصاب سمجھا جائے گا۔

(١٥) اگر کسی شخص کے پاس اس قدر سکّے ہوں جن کی مالیت چاندی

کے نرخ کے تغیر و تبدل کی وجہ سے دورانِ سال میں کبھی بقدرِ نصاب ہوجاتی رہی ہو۔ اور کبھی اس سے کم تو اس صورت میں سال کے شروع اور آخیر کا لحاظ کیا جائے گا۔ پس اگر سال کے اول اور آخر میں سکوں کی مالیت بقدرِ نصاب ہو تو ان پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ خواہ دورانِ سال میں ان کی قیمت کم ہی رہی ہو۔

(۱۶) اُونٹوں کی زکوٰۃ اُونٹوں کا نصاب پانچ راس اُونٹ ہے خواہ نر ہو یا مادہ۔

(۱۷) اُونٹوں کی زکوٰۃ کی شرح حسبِ ذیل ہے :-

۵ راس سے ۹ تک کی بابت ایک بکری۔ اور دس راس سے ۱۴ تک کی بابت دو بکریاں۔ ۱۵ راس سے لیکر ۱۹ تک کی بابت ۳ بکریاں۔ ۲۰ راس سے لے کر ۲۴ تک کی بابت ۴ بکریاں۔ ۲۵ سے لے کر ۳۵ راس تک میں سے ایک اُونٹنی یک سالہ[1]۔

۳۶ سے لے کر	۴۵ راس تک میں سے	ایک	اونٹنی	دو سالہ
۴۶ " "	۶۰ " "	"	"	سہ سالہ
۶۱ " "	۷۵ " "	"	"	چہار سالہ
۷۶ " "	۹۰ " "	دو	اونٹنیاں	دو سالہ
۹۱ " "	۱۲۰ " "	"	"	سہ سالہ

اگر ۱۲۰ سے زیادہ اونٹ ہوں تو یہ شرح ہو گی کہ فی ۴۰ راس پر ایک راس

---

[1] یکسالہ سے یہ مراد ہے کہ اس کی پیدائش پر ایک سال پورا گذر چکا ہو اور دوسرا سال شروع ہو۔ علیٰ ہذا القیاس۔ دو سالہ۔ سہ سالہ۔ چہار سالہ۔

دو سالہ اونٹنی - اور فی ۵۰ راس پر ایک راس سہ سالہ اونٹنی - پس ۱۲۰ سے لے کر ۱۳۰ پر ایک سہ سالہ اونٹنی - اور دو دو سالہ اونٹنیاں دینی چاہئیں - اور ۱۳۱ سے لے کر ۱۴۰ تک ایک راس دو سالہ اونٹنی - اور دو راس سہ سالہ اونٹنیاں - اور ۱۴۱ سے لے کر ۱۵۰ تک تین سہ سالہ اونٹنیاں واجب ہوں گی - اور اس سے اوپر بھی اسی ترتیب سے حساب جاری کیا جائے گا -

(۱۸) گائیوں[1] اور بھینسوں کی زکوٰۃ کا نصاب ۳۰ راس ہے -

نوٹ :- آئندہ جہاں گائے کا لفظ آئے گا - اس میں گائے - بیل بھینس اور بھینسا سب داخل ہوں گے -

(۱۹) گائے کی شرح زکوٰۃ یہ ہے کہ فی تیس راس ایک یک سالہ گائے لی جائے گی - اور فی چالیس راس ایک دو سالہ گائے - پس جس شخص کے پاس ۳۰ سے لے کر ۳۹ تک گائیں ہوں اُس سے ایک راس یکسالہ گائے لی جائے گی - اور جس کے پاس ۴۰ سے ۵۹ تک ہوں اس سے ایک راس دو سالہ گائے لی جائے گی - اور جس کے پاس ۶۰ سے لے کر ۶۹ تک گائیں ہوں وہ دو گائیں یکسالہ دے گا - اور ۷۰ سے ۷۹ تک ایک راس ایک سالہ اور ایک راس دو سالہ واجب ہو گی اور ۸۰ سے لے کر ۸۹ تک دو گائیں دو سالہ واجب ہوں گی - اور ۹۰ سے لے کر ۹۹ تک تین راس یکسالہ گائیں اور ۱۰۰ سے لے کر ۱۰۹ تک ایک

---

[1] گائے اور بھینس ایک ہی جنس میں شمار کی جائیگی - پس اگر کسی شخص کے پاس پندرہ گائیں ہوں اور پندرہ بھینسیں ہوں تو اس کو ایک نصاب سمجھا جائے گا -

راس دو سالہ اور دو راس یک سالہ گائیں واجب ہوں گی۔ اور ۱۲۰ سے لے کر ۱۲۹ تک جائز ہوگا کہ چار راس یکسالہ گائیں لی جائیں۔ یا تین راس دو سالہ گائیں۔

(۲۰) بکری۔ بھیڑ اور دُنبہ کا نصاب ۴۰ راس ہے۔

نوٹ:۔ آئندہ جہاں بکری کا لفظ آئے گا اس میں بکرا۔ بکری۔ مینڈھا۔ بھیڑ۔ دُنبہ اور دُنبی سب داخل ہوں گے۔

(۲۱) بکریوں کی زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ ۴۰ سے لیکر ۱۲۰ تک میں سے صرف ایک بکری دینی واجب ہوگی۔ اور ۱۲۱ سے لے کر ۲۰۰ تک صرف ۲ بکریاں ۲۰۱ سے لے کر ۳۰۰ تک ۳ بکریاں۔ اس سے اوپر ہوں تو فیصدی ایک بکری واجب ہوگی۔ اور اگر بکریاں پورے سینکڑوں کی تعداد میں نہ ہوں بلکہ کم ہوں تو اُن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ پس ۳۰۱ سے لیکر ۳۹۹ پر بھی ۳ بکریاں ہی واجب ہوں گی۔

(۲۲) مذکورہ بالا چارپایوں میں سے صرف ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی جو عام طور پر جنگل میں چر کر خوراک حاصل کرتے ہیں۔ اور جوتنے اور لادنے کے کام میں نہ لائے جاتے ہوں۔

غلوں کی زکوٰۃ

(۲۳) غلوں کا نصاب ۲۲ من ۲۵ سیر پختہ ہے۔

(۲۴) غلوں کی زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ جس کھیت کی پرورش بارش سے ہوئی ہو یا ایسے طور پر کسی دریا یا نالے وغیرہ

لے بکری۔ بھیڑ اور دُنبہ ایک جنس میں ہی شمار کی جائیں گی۔ پس اگر کسی شخص کے پاس پندرہ بکریاں اور پندرہ بھیڑیں اور دس دُنبے موجود ہوں تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی ؂

کے پانی سے ہوئی ہو کہ نہ تو وہ پانی قیمتاً لیا گیا ہو اور نہ نیچے سے کھینچ کر اوپر لایا گیا ہو۔ اس سے جو غلّہ برآمد ہوگا اس کا دسواں حصّہ واجب الادا ہوگا۔ اور جس کھیت کو پانی مذکورہ بالا طور پر نہ دیا گیا ہو۔ بلکہ قیمت دے کر یا نیچے سے کھینچ کر دیا گیا ہو۔ اس کے غلّہ کا بیسواں حصّہ واجب الادا ہوگا۔

(۲۵) جس زمین کا گورنمنٹ لگان لیتی ہو اسکی پیداوار پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۲۶) اگر کاشتکار کے پاس زمین اجارہ کے طور پر ہو تو اس کی پیداوار کی تمام زکوٰۃ کاشتکار ادا کرے گا۔ اور اس نے زمین بٹائی پر لی ہوئی ہو۔ تو اس کی تمام پیداوار پر مشترکہ طور پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد باقی غلّہ کاشتکار اور مالکِ زمین باہم تقسیم کر لیں گے۔

(۲۷) دیہات میں جو غلّوں کی برآمدگی کے وقت مالکِ زمین یا کاشتکار لوگ خدمت گار پیشہ وروں کو کچھ کچھ غلّہ دیا کرتے ہیں اسے بھی آمد میں شمار کر کے تمام آمد پر زکوٰۃ لگائی جائے گی۔

(۲۸) کھجوروں اور انگوروں کی زکوٰۃ

کھجوروں کا نصاب بھی ۲۲ من ۲۵ سیر پختہ ہی ہے۔ اور انگوروں کا نصاب بھی یہی ہے۔

(۲۹) کھجوروں اور انگوروں کی زکوٰۃ کی شرح دسواں حصّہ ہے۔

(۳۰) کھجوروں اور انگوروں کی زکوٰۃ اس طور پر وصول کی جائے گی کہ اگر وہ ابھی درخت پر ہوں تو اندازہ لگا کر اور اگر انہیں اُتار لیا گیا ہو۔ تو تول کر کھجوروں کے دسویں حصّہ کے برابر خشک کھجوریں اور انگوروں کے دسویں حصّہ کے برابر خشک انگور زکوٰۃ میں لئے جائیں گے۔

(۳۱) زکوٰۃ میں ضرورتاً مقررّہ چیز کی قیمت یا کوئی اور معاوضہ بھی دیا جاسکتا ہے

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مال کا جو حصّہ شریعت نے مقرر کیا ہے اگر وہ موجود نہ ہو یا مال میں سے اُسے الگ کر دینے سے اس مال کو نقصان پہونچتا ہو تو اس کی قیمت بھی لی جاسکتی ہے۔

(۳۲) جو مال زمین میں کھودنے سے دفینہ کے طور پر برآمد ہو اس کا پانچواں حصّہ بطور زکوٰۃ اسی وقت واجب الادا ہوگا۔

نوٹ (۱):- اس پانچویں حصّہ کی ادائیگی کے بعد یہ مال بھی دوسرے اموال میں شامل سمجھا جائے گا۔ اور اس میں سے جس قدر سونا یا چاندی برآمد ہو اس پر بھی بدستور سالانہ زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔

غرض پہلی بار پانچواں حصّہ دینے سے یہ مال دوسرے مالوں سے مستثنیٰ نہیں ہوجائے گا بلکہ جس طرح اور مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اسی طرح اس پر بھی واجب ہوگی۔ اور اسی میں محسوب ہوگی ؞

نوٹ (۲):- دفائن کے متعلق گورنمنٹ نے جو قوانین مقرر کئے ہیں اُن کی پابندی ضروری ہے ؞

مسائلِ متفرقہ

(۱) کیا نابالغ یا مجنون پر زکوٰۃ واجب ہے؟

نابالغ اور فاترالعقل کے مال پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ جو اُس کا متولّی ادا کرے گا۔

(۲) اگر سال کے درمیان میں مال کم ہو جائے تو زکوٰۃ کس حساب سے لی جائے گی؟

اگر دورانِ سال زکوٰۃ میں مال کم ہو جائے تو پھر آخیر سال پر بڑھ کر بقدرِ نصاب ہو جائے تو اس پر اس سال کے آخیر پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۳) اگر شروع سال میں مال کی مقدار اور ہو اور آخیر سال پر اور۔ تو زکوٰۃ میں کونسی مقدار کا اعتبار ہو گا؟

اگر سال کے آخر پر مال میں کمی یا بیشی ہو جائے۔ لیکن بقدرِ نصاب موجود رہے تو پھر اخیر سال پر جس قدر مال موجود ہو گا اس کے حساب سے اس پر زکوٰۃ لگائی جائے گی۔

(۴) اگر سال کے دوران میں مال ختم ہو کر پھر دوبارہ پیدا ہو جائے تو سال کب سے شروع سمجھا جائے گا؟

اگر سال کے درمیان میں تمام مال بالکل ختم ہو جائے اور پھر اخیر سال میں دوبارہ پیدا ہو گیا ہو تو اس تاریخ سے اس مال کا سال شروع سمجھا جائے گا جب وہ دوبارہ پیدا ہو کر قدرِ نصاب کو پہونچا ہو۔

(۵) اگر مال دورانِ سال میں گم ہو کر پھر مل جائے تو زکوٰۃ کا سال کب سے شروع سمجھا جائے گا؟

اگر سال کے دَوران میں مال چُرایا جائے یا چھن جائے یا کسی اور طرح سے ایک مالک کے قبضہ اور تصرّف سے بالکل نکل جائے اور پھر دوبارہ وہی مال مل جائے تو اس کی بھی اخیر سال پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۶) اگر کوئی شخص دورانِ سال میں اپنے مال کا کسی اور شخص کے ساتھ تبادلہ کرلے تو زکوٰۃ کا سال کب سے شمار کیا جائیگا؟

اگر کوئی شخص سال کے درمیان میں اپنے زکوٰۃ والے مال کا کسی دوسرے شخص کے زکوٰۃ والے مال سے تبادلہ کرلے تو دونوں شخصوں کا زکوٰۃ کا سال اسی تاریخ سے سمجھا جائے گا جس تاریخ سے انہوں نے تبادلہ کیا ہے۔

(۷) سال سے مراد قمری ہے نہ شمسی۔

سال سے مراد اس جگہ قمری سال ہے یعنی چاندوں کے حساب سے ایک سال۔

نوٹ:۔ شروع سال سے مراد ماہ محرم نہیں اور نہ ہی اخیر سال سے مراد ذی الحجہ ہے۔ بلکہ شروع سال سے وہ تاریخ مراد ہے جس میں کوئی مالکِ نصاب شخص مال کے نصاب کا مالک ہوا ہو۔ اور اخیر سال سے مراد وہ تاریخ ہے جس میں اس پر ایک سال کی زکوٰۃ واجب ہوئی ہو۔ جب ایک شخص کا ایک سال ختم ہوگا تو جس تاریخ سے اس کا آئندہ سالِ زکوٰۃ شروع ہوگا وہ بھی شروع سال ہی کہلائے گا۔

(۸) کیا زکوٰۃ ماہ رجب میں واجب الادا ہوتی ہے۔

بعض لوگ غلط فہمی سے یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کا سال ہمیشہ ماہ رجب سے شروع ہوتا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اگر ایک شخص مثلاً ماہ رمضان میں چاندی کے نصاب کا مالک ہوا اور ماہِ شوال میں سونے کے نصاب کا اور ذیقعدہ میں اونٹوں کے نصاب کا اور پھر ذی الحجہ میں بکریوں کے نصاب کا مالک ہوا ہے تو جب تک وہ مالکِ نصاب رہیگا۔ اسی ترتیب کے ساتھ انہی مہینوں سے اس کے سال کا شروع یا اخیر محسوب کیا جائے گا۔ اور انہی مہینوں میں اس پر زکوٰۃ واجب ہوا کرے گی۔ پھر امام وقت جب چاہے اور جس وقت چاہے اس سے وصول کرے۔

(۹) جو مال مالک کے قبضہ اور تصرف سے باہر ہوا اور وہ اس سے نفع نہ اٹھا سکتا ہو۔ اس کی زکوٰۃ مالک پر واجب ہے یا نہیں ؟

مالِ معلق پر یعنی ایسے مال پر جو مالک کے قبضہ سے باہر ہو اور اس کا مالک اس سے اپنے

تصرف کے ساتھ نفع حاصل نہ کرسکتا ہو۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ جیسے دوکاند
کا روپیہ جو خریداروں کی طرف ہو۔ یا قرض دیا ہوا روپیہ یا رہن میں رکھی ہوئی چیز یا رہن
کے عوض میں دیا ہوا روپیہ۔ یا وہ روپیہ جو بطور ضمانت گورنمنٹ کی تحویل میں ہو۔ یا
کسی اور صیغہ یا کارخانہ میں بطور ضمانت دیا ہوا ہو۔ یا مہر کا روپیہ جو ابھی خاوند نے
ادا نہ کیا ہو۔ یا پراویڈنٹ فنڈ کا روپیہ یا جو مال کسی شخص کا چھینا گیا ہو یا کھو
گیا ہو یا چرایا گیا ہو۔

(۱۰) مقروض پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

اگر کسی شخص پر قرضہ ہو اور اس شخص کے پاس کچھ ایسا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب
ہوتی ہے اور کچھ ایسا ہو کہ جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تو اس قرضہ کا اثر زکوٰۃ
پر نہیں پڑیگا لیکن اگر قرضہ زیادہ ہو اور وہ مال جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی
اس کے پاس تھوڑا ہو تو جس قدر قرضہ زیادہ ہو وہ اس کے زکوٰۃ والے مال سے
وضع کر کے باقی مال پر زکوٰۃ لگائی جائے گی۔ اور اگر ایسا مال اس کے پاس کچھ بھی نہ
ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، تو اس کے تمام قرضہ کو اس کے مال سے منہا کر
کے باقی مال پر زکوٰۃ لگائی جائے گی۔ اور اگر اس کا وہ مال جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی
ہے اس کے قرضہ کے برابر یا اس سے کم ہو۔ یا زیادہ تو ہو مگر اس قدر زیادہ ہو
کہ وہ زیادتی قدر نصاب سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۱۱) کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور شیئرز کی اصل قیمت پر زکوٰۃ
واجب ہوگی، نہ کہ مارکیٹ قیمت پر۔

(۱۲) اگر کسی شخص کے ذمہ نذر یا کفارہ واجب الادا ہو۔

تو اس کا اثر زکوٰۃ پر پڑے گا یا نہیں ؟

نذر اور کفّارہ قرضہ میں محسوب نہیں ہو گا۔ اور نہ ہی ان کی وجہ سے زکوٰۃ کم یا معاف ہو گی ۔

(۱۳) جس شخص کے ذمّہ مہر کا روپیہ واجب الادا ہو۔ اس کے مال میں سے یہ روپیہ منہا کیا جائے گا یا نہیں ؟

مہر کا روپیہ قرضہ میں محسوب ہو گا۔ لیکن اگر کوئی شخص باوجود طاقت اور مقدرت رکھنے کے عمداً اور قصداً مہر ادا نہیں کرتا تو اس کے مال سے مہر کا روپیہ منہا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ تمام مال پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۱۴) اگر مہر کا روپیہ خاوند کی حیثیت اور اس کی طاقت اور مقدور سے باہر ہو تو کیا ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی

اگر مہر کی مقدار خاوند کی حیثیت سے باہر ہو۔ جیسے کہ ہندوستان میں معمولی گذارہ کے لوگ ہزاروں لاکھوں روپے کا مہر مقرر کر دیتے ہیں تو اس صورت میں خاوند کی حیثیت کے مطابق اس کا مہر قرار دیا جائے گا۔ اور اُسے منہا کر کے باقی مال پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۱۵) مال میں سے اپنا سال کا خرچ وضع کر کے باقی مال پر زکوٰۃ دینی واجب ہے یا تمام مال پر ؟

یہ خیال غلط ہے جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب زکوٰۃ دینے لگیں۔ تو آئندہ سال کے لئے اپنے اخراجات منہا کر کے باقی مال پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اخراجات

وضع نہیں ہو سکتے۔ تمام مال پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۱۶) مشترکہ مال کو زکوٰۃ وصول کرنے کے وقت ایک ہی مال قرار دیا جائے گا یا دو الگ الگ مال؟

مالِ مشترکہ کو ایک ہی سمجھا جائے گا۔ اور مجموعی طور پر اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۱۷) جو مال زکوٰۃ یا صدقہ کے طور پر کسی شخص کو دے دیا جائے۔ اسے خرید کر واپس لینا جائز نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۱۸) تجارت کے مال کی زکوٰۃ نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا۔ تاجر کو چاہیئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹال دے۔ تقوےٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب زکوٰۃ دے کر اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا رہے۔ بعض خدا تعالےٰ کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ تجارت کے مال کی زکوٰۃ کا حساب اِس طرح کیا جاتا ہے کہ جتنا جتنا روپیہ جتنے جتنے ماہ تک تجارت میں لگایا جاوے اتنے روپے اتنے مہینوں میں ضرب دے کر تمام حاصل ضربوں کو جمع کر لیا جاوے۔ اور حاصل جمع کو بارہ پر تقسیم کر کے جو رقم نکلے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جاوے۔ مثلاً ڈھائی سو روپیہ شروع سال میں تجارت پر لگایا جو آخر سال تک بارہ ماہ تک لگا رہا۔ دو ماہ کے بعد بیس روپیہ اور لگا دیا۔ جو آخر سال تک دس ماہ تجارت پر لگا رہا۔ اس کے دو ماہ بعد پانچسو روپیہ

تجارت پر اور لگا جو آخر سال تک آٹھ ماہ تجارت پر لگا رہا۔ سال ختم ہونے پر اس طرح حساب کیا جائے :-

ڈھائی سو روپے بارہ مہینے اور بیس روپے دس ماہ اور پانچسو روپیہ آٹھ ماہ تک لگے رہے۔ اس لئے

رقم	میعاد	حاصلِ ضرب
۲۵۰ ×	۱۲ =	۳۰۰۰
۲۰ ×	۱۰ =	۲۰۰
۵۰۰ ×	۸ =	۴۰۰۰
		۷۲۰۰

تمام حاصل ضربوں کا حاصلِ جمع ۷۲۰۰ آیا۔ اس کو بارہ پر تقسیم کیا تو $\frac{۷۲۰۰}{۱۲}$ = ۶۰۰ آئے۔ اب ۶۰۰ کا چالیسواں حصہ ۱۵ روپے زکوٰۃ نکلی۔ نیا سال شروع ہونے سے پہلے حساب کر لیا اور زکوٰۃ ادا کر دی۔ اس کے بعد از سرِ نو جو رقم تجارت پر لگائی وہ دوسرے سال کے حساب میں شمار ہوگی خواہ یہ رقم سال گذشتہ کے منافع کی ہو۔

(۱۹) کمیشن کے لئے جو مال کارخانوں کا لیکر دکان میں پڑا رہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ لیکن اس کے فروخت کے منافعہ سے جو سرمایہ میں زیادتی ہوتی ہے اس کا ماہوار یا سہ ماہی حساب لگایا جائے اور اس پر زکوٰۃ حسب قاعدہ مذکورہ بالا ادا کی جائے۔

(۲۰) جو مال قرض پر فروخت ہو اور قرضہ کی وصولی میں کوئی خطرہ نہ ہو بلکہ اسکی وصولی یقینی ہو تو ایسے مال پر زکوٰۃ دینی ضروری ہے کیونکہ یہ مال معلق نہیں کہا جا سکتا۔ جو روپیہ آڑھت پر مال لینے والے مال بہم پہونچانے والوں کو دیتے ہیں اُس کا حکم بھی قرض کا حکم ہے۔ کہ اگر وصولی یقینی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

(۲۱) کیا کمپنیوں کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے یا کہ ہر حصّہ دار کو اپنے اپنے حصّہ کے مطابق فرداً فرداً زکوٰۃ ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے؟ کمپنیاں جو مختلف حصّہ داروں کے مشترک سرمایہ سے قائم ہوتی ہیں اُن کے متعلق صحیح مذہب یہی ہے کہ ان پر مجموعی طور پر زکوٰۃ واجب ہے نہ کہ ہر حصّہ دار پر فرداً فرداً۔ یہی مذہب حدیث میں صراحتاً بیان ہوا ہے اور اصولاً یہی مذہب ائمہ فقہ میں سے امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا تھا۔ خلاصہ یہ کہ ہمارے علماء کے نزدیک مشترکہ سرمایہ کی صورت میں مجموعی طور پر زکوٰۃ عائد ہونی چاہیئے۔ نہ کہ ہر حصّہ دار پر فرداً فرداً۔

نقل فتوے مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تجارتی کمپنیوں کے راس المال پر خواہ اس میں نفع ہو یا نقصان زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ تجارتی مال اتنی قیمت کا ہو جتنی قیمت نصاب کے برابر ہے۔ چنانچہ تشریح الزکوٰۃ صفحہ ۳۸ میں ہے۔ "تجارتی اداروں کا مال دو قسم کا ہوتا ہے ایک مال عمارت۔ فرنیچر اور مشنری پر لگا ہوتا ہے۔ اس مال پر زکوٰۃ نہیں۔ دوسری قسم کا مال وہ ہے جو تجارت کے چکر میں آتا ہے اس پر لازماً زکوٰۃ ہے۔" چنانچہ سمرۃ ابن جندب سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم ہر اُس چیز سے زکوٰۃ ادا کریں جس کی ہم تجارت کرتے ہیں (ابو داؤد بحوالہ تشریح الزکوٰۃ صفحہ ۳۸-۳۹) البتہ اگر کمپنی مقروض ہو اور نقصان میں جا رہی ہو تو قرض کی مقدار کے مطابق رقم تجارتی مال کی قیمت سے منہا کر دی جائے گی

زکوٰۃ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

(۱) بعض لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں مگر اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ یہ روپیہ حلال کی کمائی سے ہے یا حرام کی کمائی سے ہے۔ دیکھو اگر ایک کتا ذبح کیا جائے اور اس کے ذبح کرتے وقت اللہ اکبر بھی کہا۔ ایسا ہی ایک سؤر لوازمات ذبح کے ساتھ مارا جائے تو وہ کتا یا سؤر کیا حلال ہو جاویگا۔ وہ تو بہر حال حرام ہی ہے۔ زکوٰۃ تو تزکیہ سے نکلی ہے۔ اس کے ذریعہ سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ کہ انسان حلال کی روزی حاصل کرتا ہے۔ اور پھر اس کو دین کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ انسانوں میں اس قسم کی غلطیاں ہیں کہ اصل حقیقت کو نہیں پہچانتے۔ ایسی باتوں سے دستبردار ہونا چاہیئے۔ ارکانِ اسلام نجات دینے کے واسطے ہیں۔ مگر ان غلطیوں سے لوگ کہیں کے کہیں چلے جاتے ہیں۔

(۲) یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح سے ہر ماہ کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے۔

(۳) زکوٰۃ کیا ہے؟ یُؤْخَذُ مِنَ الْاُمَرَاءِ وَیُرَدُّ اِلَی الْفُقَرَاءِ۔ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی تھی۔ اس طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔ اگر یہ بھی فرض نہ ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی امداد کی جائے۔ (براہین احمدیہ)

(۴) عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر اک فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے۔ (کشتی نوح)

نوٹ:- اس میں تجارت کے متعلق جو مسائل ہیں اُن پر باقاعدہ فتوے لے لیا گیا ہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت حاصل کر لی گئی ہے۔

ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ

دربارہ

حکمت تقرری زکوٰۃ

زکوٰۃ جس رنگ میں رکھی گئی ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ اگر یونہی صدقہ کا حکم دیا رقم اور وقت مقرر نہ ہوتا تو بہت لوگ نہ دیتے۔ اس لئے تھوڑے سے تھوڑا چندہ شر تے خود مقرر کر دیا۔ کہ اس قدر اپنے مال میں سے ضرور دیا جائے۔ اس سے زائد جو د وہ انعام کا مستحق سمجھا جائے۔ اور جو اس حد تک بھی نہ دے وہ مجرم ہو۔ پس تم اس پورا کرو۔ دوسرا اس کے مقرر کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ بعض لوگوں کو جو ضروریات آپڑتی ہیں اُن کو فرداً فرداً پورا نہیں کیا جا سکتا...... تو زکوٰۃ سے غرباء کو بھی د ہے تاکہ اپنی ضروریات کو پورا کریں۔ مگر اُن کو بھی دیا جاتا ہے جنہیں کاروبار چ کے لئے ضرورت ہو اور پیشہ ور ہوں۔ پس زکوٰۃ کے فنڈ سے ایسے لوگوں کو دیا ہے۔ افراد کے چندہ سے ان کا کام نہیں چل سکتا۔ پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں دوسرے کا احسان اُٹھانا پسند نہیں کر سکتے۔ وہ بھوکے مر جائیں گے مگر یہ گوارا نہیں کریں گے کہ زید کے سامنے جائیں اور اپنی ضروریات کے لئے اس سے کچھ ما کریں۔ چونکہ ایسی طبیعت کئی لوگوں کی خدا تعالیٰ نے بنائی ہوئی ہے اور ان کا خیا رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے شریعت نے یہ رکھا ہے کہ حکومت امرا لے اور ایسے لوگوں کو دے تاکہ وہ طبائع جو کسی کا احسان نہیں اُٹھانا چاہتیں اس طرح مدد پائیں ۔

(ملائکۃ اللہ صفحہ ۶۲)

(مطبوعہ: راما آرٹ پریس امرتسر)